فون ۴۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

قائمقام ایڈیٹر خورشید احمد

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۴/۲۹	۱۹ شعبان ۱۳۹۵ھ ۲۸ ظہور ۱۳۵۴ہش ۲۸ اگست ۱۹۷۵ء	نمبر ۱۹۷

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مَیں صحابہؓ کا نمونہ اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں

اللہ تعالیٰ کو وہ مقدّم کر لیں اور اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں

"مَیں یہی نمونہ صحابہؓ کا اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو وہ مقدّم کر لیں اور کوئی امر انکی راہ میں روک نہ ہو۔ وہ اپنے مال و جان کو ہیچ سمجھیں۔۔۔ صحابہؓ یہ چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کریں خواہ اس راہ میں کیسی ہی سختیاں اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں۔ اگر کوئی مصائب اور مشکلات میں نہ پڑتا اور اسے دیر ہوتی تو وہ روتا اور چلّاتا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ان ابتلاؤں کے نیچے خدا تعالیٰ کی رضا کا پروانہ اور خزانہ مخفی ہے ۔۔۔ صحابہؓ جس مقام پر پہنچے تھے اس کو قرآن شریف میں اس طرح پر بیان فرمایا ہے منھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر یعنے بعض ان میں سے شہادت پا چکے اور انہوں نے گویا اصل مقصود حاصل کر لیا اور بعض اس انتظار میں ہیں کہ چاہتے ہیں کہ شہادت نصیب ہو صحابہؓ دُنیا کی طرف نہیں جھکے کہ عمریں لمبی ہوں اور اِس قدر مال و دولت ملے اور یوں بے فکری اور عیش کے سامان ہوں۔ مَیں جب صحابہؓ کے اس نمونہ کو دیکھتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسی اور کمال فیضان کا بے اختیار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کس طرح پر آپؐ نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں بالکل رُو بخدا کر دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

خلاصہ یہ کہ ہمارا فرض یہ ہونا چاہیئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے جویا اور طالب رہیں اور اسی کو اپنا اصل مقصود قرار دیں۔ ہماری ساری کوشش اور تگ و دو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے میں ہونی چاہیئے خواہ وہ شدائد اور مصائب ہی سے حاصل ہو۔ یہ رضائے الٰہی دُنیا اور اس کی تمام لذّات سے افضل اور بالاتر ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ۸۲، صـ۸۳)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۸ ظہور۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بغرض طبّی معائنہ و علاج لندن میں قیام فرما ہیں۔ حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور کی شفائے کامل و عاجل، درازیٔ عمر اور غلبۂ اسلام کے مقصد میں عظیم الشان کامیابی اور کامیاب مراجعت کے لئے خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی تاحال بغرض علاج لاہور چھاؤنی میں قیام رکھتی ہیں۔ آپ کی طبیعت اکثر مختلف عوارض کی وجہ سے ناساز رہتی ہے۔ احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عزیزم منیر احمد صاحب منیب واقفِ زندگی ٹیچر احمدیہ سکول کمپالا (یوگنڈا) اور عزیزہ امۃ الحکیم لئیقہ سلمہا اللہ کو بچی عطا فرمائی ہے جو خاکسار کی نواسی ہے۔ الحمد للہ کہ زچہ و بچی بخیریت ہیں، عزیزہ نومولودہ کا نام مریم صدیقہ تجویز ہوا ہے۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو اسم بامسمّٰی بنائے۔ اللّٰھم آمین

(ابوالعطاء جالندھری)

اللہ تعالیٰ نے ۵ر جولائی ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ مکرم مولوی عبد العزیز صاحب صادق مربّی سلسلہ احمدیہ کو چوتھا بچہ عطا فرمایا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچے کا نام حبیب اللہ تجویز فرمایا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادمِ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

(محمد انیس الرحمٰن شاہد مربّی سلسلہ احمدیہ)

نمایاں کامیابی

ایک مخلص احمدی دوست مکرم ایم۔ ایس جاوید کی بیٹی عزیزہ سمیعہ جاوید نے امسال ایف۔ ایس سی (میڈیکل) کے سالانہ امتحان میں ۶۸۸ نمبر لے کر گورنمنٹ کالج فار ویمن بہاولپور میں اور بہاولپور ڈویژن میں دوسری پوزیشن حاصل کی، الحمد للہ

احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کی یہ نمایاں کامیابی مبارک کرے۔

(رانا مبارک احمد ایس۔ ڈی۔ او کینال کالونی۔ بہاولپور)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبد الحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت:۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۸ ماہ ظہور ۱۳۵۴ ہش
۲۸ اگست ۱۹۷۵ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب کی رُوح تعلّق باللہ ہے

مذہب کی بنیاد اس کی رُوح اور اس کا مغز تعلق باللہ ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ پر اور اس کی جملہ صفات و احکامات پر ایمان اور یقین اور پھر علیٰ قدرِ مراتب اس کے ساتھ اخلاص، محبت اور وفاداری پر مبنی ذاتی تعلق ـــ ایسا تعلّق جو عسر اور یُسر میں بہرحال قائم رہے!

تعلق باللہ اور رُوحانی ترقی کے بغیر مذہب کا تصوّر ہی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ سے تعلّق قائم نہ ہو تو پھر مذہب اور ایک عام دنیوی تنظیم اور سوسائٹی کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو مذاہب امتدادِ زمانہ کی وجہ سے رُوحانیت سے عاری ہو چکے ہیں ان کی موجودہ حیثیت ایک دنیوی تنظیم اور گروہ بندی کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن اسلام ان مذاہب میں شامل نہیں ہے وہ تعلق باللہ اور رُوحانی ترقی پر خاص زور دیتا ہے اور قلوب میں ایسا یقین پیدا کرتا ہے جو معرفت اور بصیرت پر مبنی ہوتا ہے اور انسان کو صحیح معنوں میں گناہ سے بچا کر خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلا دیتا ہے۔

اسلام چونکہ زندہ، کامل اور آخری مذہب ہے۔ اس لئے وہ ہر زمانہ اور ہر دور میں بنی نوع انسان کی کامل رہبری کرتے ہوئے اسے خدا تعالیٰ کی حقیقی اور زندہ معرفت کے مقام پر فائز کر سکتا ہے۔ جو خوش بخت اس مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں وہ دنیا کی ہر مصیبت اور تکلیف کو برداشت کریں گے۔ لیکن اپنے خدا کے ساتھ وفاداری اور عشق و محبت کے تعلّق کو چھوڑنا کبھی گوارا نہیں کریں گے۔

قرآن مجید نے ایک زندہ، کامل اور آخری الہامی شریعت کی حیثیت سے رُوحانیت یعنی تعلق باللہ پر خاص زور دیا ہے اور بنی نوع انسان کو بار بار اور مختلف پیرایوں سے یہ تلقین کی ہے کہ وہ اپنے زندہ اور کامل خدا سے تعلّق قائم کرکے ابدی برکات کے وارث بنیں اور رضائے الٰہی کی جنّت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝

(المؤمن آیت ۶۶)

یعنی اے لوگو! تمہارا خدا وہ ہے جو نہ صرف خود زندہ ہے بلکہ دوسروں کو بھی زندگی دینے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی اس لائق نہیں کہ اسکی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ حقیقی معنوں میں محبّت کا ذاتی تعلق قائم کیا جائے۔ سو تم اُسی کو پکارو مگر ایسی حالت میں جبکہ تم صرف اسی کو عبادت اور خالص محبّت کے لائق یقین کرو یعنی تمہاری ہر طرح کی محبت اور تعلق کا اصل منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہونی چاہیئے۔

پھر فرماتا ہے:۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانعام آیت ۱۶۳)

یعنی اے مومن! تو کہدے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی کا ہر لمحہ اور ہر صلاحیت اور پھر میری موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے وقف ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حقیقی ایمانی کیفیت کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے اور بتایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے زندہ اور کامل تعلق عشق و محبّت قائم کر لیتا ہے اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کی عبادت، اس کی قربانی اور اس کی زندگی کی ساری جدوجہد اور اس کی کل صلاحیتوں اور قابلیتوں کا مرکز و محور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جس کی محبّت کے حصول کے لئے وہ ہر لمحہ کوشاں رہتا ہے حتیٰ کہ اپنی جان بھی اُس کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ یہ ہے اسلام کے نزدیک حقیقی مومنانہ زندگی کا تصوّر اور اس کا نقطۂ عروج جس کی وہ ہر مسلمان سے توقع رکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (الحج آیت ۷۹)

اے لوگو! اپنے خدا کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ یعنی اس کے ساتھ تمہارا ذاتی تعلق اتنا گہرا اور اتنا مضبوط ہونا چاہیئے کہ کوئی دنیوی لالچ یا خوف اس کو کمزور نہ کر سکے اور تم ہر حالت میں اس تعلق پر وفاداری اور ثابت قدمی سے قائم رہو کیونکہ وہی تمہارا سب سے اچھا آقا اور ہر موقع پر تمہاری مدد کرنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام رُوحانیت یعنی تعلق باللہ کو ایک زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والی حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے اور اس امر کا مدعی ہے کہ جو شخص بھی صحیح معنوں میں کوشش اور جستجو کریگا وہ اپنے خدا کی سچی اور لازوال محبّت کو پالے گا اور یہی محبت اُس کی ساری زندگی کا سرمایہ اور وجہ افتخار ہوگی اور اسی محبّت کو حاصل کرنا دراصل ہر مومن کی زندگی کا مقصد و مُدّعا ہونا چاہیئے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”اسلام اور دُوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آ جاتی ہے اور پھر سے ایک نئی زندگی عطاء کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے۔ ۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی قُدرتوں کے عجائبات کا وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی معرفت بڑھتی ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ حواس و قُویٰ دیئے جاتے ہیں کہ وہ اُن چیزوں اور اسرارِ قُدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے۔“

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۴۴۳)

نیز فرمایا:۔

”اسلام نری تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ جب انسان اس تعلیم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے نشانات اور آیات بھی دکھاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے تو وہ آیات اللہ کو دیکھتا ہے جس سے اس کا ایمان عرفان کے رنگ میں مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہ نشانات اس کی معرفت اور قوّتِ یقین کو بڑھا دیتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۱۸)

جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے والے تمام افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرا ذاتی تعلّق استوار کرنے کی کوشش کریں، اس کی صفات پر غور کریں اور پھر دُنیا میں ان صفات کے مظاہر کا مشاہدہ کرکے دُعاؤں کے ذریعہ حقیقی معرفت حاصل کریں تاکہ اُنہیں وہ رُوحانی زندگی حاصل ہو جو بہشتی زندگی ہوتی ہے اور جس کے بعد اللہ تعالیٰ انسان کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے اور اسے صحیح معنوں میں اپنے نفس کا تزکیہ کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس تزکیۂ نفس اور معرفت و بصیرت کو حاصل کئے بغیر ہم غلبۂ اسلام کے اس عظیم مقصد کے حصول میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے جس کے لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اس مقصد نے تو بہرحال پُورا ہو کر رہنا ہے لیکن ہمارے ذریعہ اور ہماری زندگیوں میں یہ تبھی پُورا ہوگا جبکہ ہم صحیح معنوں میں تعلق باللہ حاصل کر لیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی شعار ــــ ڈاڑھی

مکرم مولوی رفیق احمد سعید صاحب شاہد مربی سلسلہ مقیم کوہاٹ

ڈاڑھی ایک اہم اسلامی شعار اور
ں کا ایک امتیازی نشان ہے۔
ح ہر قوم اپنا ایک امتیازی نشان
ہے۔ اس طرح ڈاڑھی مسلمان مردوں
نشان ہے اور یہ نشان آنحضرت
للہ علیہ وسلم سے مسلسل قومی شعار
یہ چلا آرہا ہے اور قیامت تک
م کا یہ شعار انشاء اللہ تعالےٰ
ہے گا۔ جوں جوں اسلام ترقی
۔ قومیں اس شعار کو اپناتی چلی
گی۔ یہ شعار اپنی عظمت اور اہمیت
یادہ سے زیادہ نمایاں ہوتا جائے گا
سلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین
ضح الفاظ میں حکم دیا۔

قصّوا الشوارب
واعفوا اللحیٰ

ترمذی ابواب الاستیذان والآداب
ں کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔ بخاری جلد
صفحہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
کے اس ارشاد گرامی کو حضرت عمرؓ
یت کے ساتھ یوں بیان کیا گیا ہے
الفوا المشرکین وفروا اللحیٰ
فوا الشوارب۔ مشرکوں کی
فت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور
ں کو کترواؤ
ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
کے پاس کسریٰ کے دو ایلچی آئے
انہوں نے اپنی ڈاڑھیاں منڈوائی
تھیں۔ طبری جلد ۳ صفحہ ۹۱ میں اس
کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

ودخلا علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
وقد حلقا لحاھما
واعفیا شواربھما فکرہ
النظر الیھما ثم اقبل
علیھما فقال ویلکما
من امرکما بھذا۔ قالا
امرنا بھذا ربنا
یعنیان کسریٰ فقال
رسول اللہ لکن ربی
قد امرنی باعفاء
لحیتی وقص شاربی۔

یعنی دونوں ایلچی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ان کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے اپنی ڈاڑھیاں منڈوائی ہوئی تھیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ امر نہایت ناگوار گزرا اور آپ نے ان کی طرف دیکھنا بھی ناپسند فرمایا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تم دونوں پر افسوس تمہیں یہ طریق اختیار کرنے کا کس نے حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے رب کسریٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم دیا ہے طبری کے اس حوالہ سے دو باتیں نہایت واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی منڈواتے پر اپنی کراہت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ دوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی ڈاڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کٹواؤں گویا آپ نے اس حکم کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب فرمایا۔

اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تقلید اور ارشاد کی تعمیل میں ڈاڑھیاں رکھیں۔ خلفاء راشدین صوفیاء کرام مجددین کرام اور علماء امت نے آپ کی پیروی کی۔ اہل اسلام نے اس اسلامی شعار کی روایات قائم کیں اسے فخر محسوس کیا اور ڈاڑھی کو قومی نشان قرار دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل کی نقل کرتے۔ ایک صحابی کے کے متعلق آتا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشاب کے لئے بیٹھے دیکھا تھا وہ اس طرف سے گذرتے ہوئے اس مقام پر اسی طرح ضرور بیٹھتے یہ اپنے آقا سے انتہائی محبت کا ثبوت تھا اور یہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کا موجب ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ۔

کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والوں اور اس سے محبت کئے جانے کے آرزومندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو اپنائیں لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

ایک وقت تھا کہ غیر مسلم بھی مسلمانوں کی تقلید کرتے ہوئے ڈاڑھی رکھتے۔ مگر اس وقت نصرانیت کا غلبہ ہے دہریت کا زور ہے اور مغربیت کی اندھی تقلید میں ڈاڑھی منڈوانا اچھا سمجھتے ہیں۔ بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنے کے غیروں کی تقلید کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے قومی نشان کو ترک کر کے دوسروں کے قومی نشان کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ امر قومی غیرت کے سخت منافی ہے۔ احیاء اسلام کا تو یہ تقاضا ہے کہ نہ صرف عقائد کے لحاظ سے بلکہ عملی پہلو سے یعنی ظاہری شعار اور اعمال صالحہ سے اسلامی حقیقت پیدا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فرمان

فِرُّوا اللحیٰ واحفوا
الشوارب۔ (بخاری)

کے ہوتے ہوئے ہر مومن کے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی تقلید اور پیروی کرتے ہوئے ڈاڑھی رکھے۔ اس پر عزت اور فخر محسوس کرے اور دوسری قوموں کے سامنے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرے۔

اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تبارک وتعالےٰ نے مسیح موعود کو بھیجا اور انہوں نے اس سنت کو از سر نو اپنے نمونہ سے قائم کیا اور آپ کے خلفاء کو بھی یہ ہے اس کی پابندی کی۔ اور یہ وہ سعید روح جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتی ہے وہ اس شعار کی اہمیت محسوس کرتی ہے اور اسکو اپنا امتیازی نشان بناتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک عرب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ڈاڑھی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:۔

"ہر ایک انسان کی رائے کا خیال ہے۔ بعض ڈاڑھی مونچھ منڈھنے کو خوبصورتی سمجھتے ہیں۔ مگر ہمیں اس سے ایسی کراہت ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو بھی نہیں چاہتا۔ ڈاڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہو تو ایک مشت رکھکر کٹوا دینی چاہیئے خدا نے یہ ایک امتیاز عورت اور مرد کے درمیان رکھدیا ہے"

(بدر ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کوئٹہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا

"اب تو یہ حالت ہے کہ ایک مسلمان اپنی عملی کمزوریوں کی وجہ سے دوسروں کے سامنے شرمندہ ہو جاتا ہے لیکن ایک وقت آئے گا جب کہ یوروپین اقوام بھی ان احکام کو تسلیم کریں گی۔ الناس علی دین ملوکھم لوگ بادشاہوں کے مذہب کے تابع ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض لوگ جو ماتحت ہوتے ہیں وہ نقال ہوا کرتے ہیں جیسے شروع شروع میں مسلمان آئے تو ہندو بھی فارسی بولنے میں فخر محسوس کرتے تھے اسی طرح جب کوئی فیشن ہو جاتے لوگ بھی وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ اُس وقت ہندوؤں نے بھی ڈاڑھیاں رکھ لی تھیں مگر جب انگریزوں کا زمانہ آیا۔ تو ڈاڑھی منڈوانی شروع کر دی۔ چھوٹے کوٹ پہننے شروع کر دیئے۔ جب اسلام غالب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نشان اس بات میں فخر محسوس کرے گا کہ وہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرے۔

(تقریر کوئٹہ ۱۸ اگست ۱۹۴۸ء)

ڈاڑھی کی تعیین کا مسئلہ

اس بارے میں ۲۹ جون ۱۹۴۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجلس علم و عرفان میں فرمایا۔

"بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جن میں تفقہ اور اجتہاد ضروری ہے ان مسائل میں ڈاڑھی کی تعیین کا بھی ایک مسئلہ ہے جو غیر معین ہیں کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ (اتنی ڈاڑھی رکھو۔ اور آپ معین طور پر بتا بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ڈاڑھی کا تعلق قانون قدرت سے ہے بیسیوں لوگوں کے گالوں پر بال نہیں اگتے۔ بیسیوں کی ٹھوڑی پر نہیں ہوتے اور بیسیوں ایسے ہوتے ہیں جن کے چہرے پر سرے سے اگتے ہی نہیں۔ مثلاً حبشی یا بعض علاقوں کے چینی) اب ان الگ الگ قسم کے انسانوں کے متعلق ایک ہی قانون کس طرح بن سکتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غیر معین رہنے دیا۔ البتہ آپ نے یہ فرما دیا۔

"قصوا الشوارب واعفوا اللحی"

(ترمذی ابواب الاستیذان والآداب)

یعنی مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔ ڈاڑھی بڑھانے سے یہ مراد نہیں کہ بالکل اسکو چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو آگے سے بھی اور پہلوؤں سے بھی بطور زینت ترشوایا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ آپ ہر ہفتہ ڈاڑھی کو آگے سے اور اس کے پہلوؤں سے کٹوا کر اسکی زینت فرمایا کرتے تھے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ڈاڑھی سے کیا مراد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ریش مبارک کبھی ایک مشت سے کچھ زیادہ لمبی رہتی تھی اس سے زیادہ حصہ آپ قینچی سے کٹوا دیتے تھے (ذکر حبیب صلعم از حضرت مفتی محمد صادق صاحب مرحوم و مغفور مبلغ یورپ و امریکہ مرغوب ہ) سو ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد سے ایک استدلال کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کے بالوں کا وہ حصہ جو منہ کے نزدیک پہنچتا ہے اسے کٹوا دینا چاہیئے گویا اس حصہ کو کٹوا کر باقی بال رکھنے چاہئیں۔ اب مونچھ کے بالوں کے جس حصہ کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ اُسے کاٹو اسے بھی آپ نے خشخاشی جائز قرار نہیں دیا۔ تو پھر ڈاڑھی کے بال کم از کم اس سے تو بڑے ہی ہونے چاہئیں۔ مونچھوں کے بالوں کا اگر وہ حصہ کاٹ دیا جائے۔ جو منہ کے نزدیک ہوتا ہے تو باقی اوپر کے حصے کے بال نصف انچ سے زیادہ بنتے ہیں اس لحاظ سے ڈاڑھی کے بال کم از کم ایک انچ تو ضرور ہو جائیں اس طرح ہمیں ایک معیار معلوم ہو گیا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو لوگ اپنی ڈاڑھی کے بال ایک انچ سے بھی کم رکھتے ہیں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اس کے سوا اور ہم کوئی پابندی بطور فرض نہیں لگا سکتے۔ ہر شخص اپنی اپنی پسند اور رجحان کے مطابق کم از کم ایک انچ سے زیادہ ایک مشت دو دو (انگشت) ڈاڑھی رکھ سکتا ہے۔ فوجی طرز کے کام کرنے والے چھوٹی ڈاڑھی کم از کم ایک انچ رکھ سکتے ہیں۔ اور جن کو ایسی ضرورت نہ ہو وہ بزرگوں کی اتباع میں لمبی رکھ سکتے ہیں زیادہ سے زیادہ حد ڈاڑھی کی ایک مشت دو دو انگشت ہے ایک یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ سے سنا ہے۔ فرمایا کہ اتنی ڈاڑھی رکھ کر باقی کو مناسب طور پر کٹوا دینا چاہیئے"۔

(رسالہ ربوبش ۱۹۵۳ء از حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن مرحوم و مغفور)

ہمیں اسوہ نبوی کی تقلید اور پیروی میں اس سنت کو ہمیشہ قائم رکھتے ہوئے ڈاڑھیاں رکھنی چاہئیں۔ اور اسلام کے اس امتیازی نشان کو مٹنے نہیں دینا چاہیئے۔ مغربیت کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کرنی چاہیئے اور قومی غیرت کے تحت ڈاڑھی کی عظمت و اہمیت کو دوبارہ زندہ کرنا چاہیئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین۔

قائدین مجالس ماہ جولائی کی رپورٹ کارگزاری جلد بھجوائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

زندگی بے بندگی شرمندگی

مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان ۔ بلاک وی ۔ ڈیرہ غازیخان

اللہ تعالیٰ کے بندہ پر بے انتہا احسان ہیں۔ وہ ہر وقت اسکی ربوبیت کر رہا ہے ہر وہ چیز جو اس کی بقا اور ترقی کے لئے ضروری ہے اُسے دے رکھی ہے اسے اشرف المخلوقات بنا کر دنیا کی ہر شے پر قدرت بخش دی ہے۔ اسکے بدلے میں وہ اپنا حق مانگتا ہے۔ وہ حق کیا ہے۔ یہی نا کہ اس کا بندہ پانچ وقت اس کے آگے اپنا سر جھکائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ صدق و صفا کا خیال رکھو اور گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو۔ نماز ترک نہ کرو" یہ صحیح ہے کہ نماز خدا کا حق ہے اور ایک مسلمان کو خدا کا یہ حق ہر حالت میں ادا کرنا چاہیئے۔ اور جو یہ حق ادا نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اس کی اطاعت سے نکل جاتا ہے۔ یہ حق معاف نہیں ہوگا اور نہ اسکی عدم ادائیگی میں کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ اس میں جتنی کمی اسانیاں ممکن تھیں وہ فراہم کر دی گئی ہیں۔ اب تو اس حکم کو بہر صورت بجا لانا ہی ہوگا۔ حکم ہے کہ اگر تم کھڑے ہو کر نماز ادا نہیں کر سکتے تو بیٹھ کر ادا کرو۔ اور بیٹھ کر ادا کرنا مشکل ہے تو لیٹ کر ادا کرو۔ سخت کمزوری ہے تو اشارہ سے پڑھو۔ پانی نہ ہو تو تیمم کر لو۔ کپڑے ناپاک ہیں تو کوئی وجہ نہیں۔ انہیں سے پڑھ لو۔ نماز ترک نہ کرو۔ ورنہ موسع وقت میں کپڑوں کو پاک کر لو۔ اگر سفر میں ہو تو قصر کر لو۔ ضرورت پڑے تو ظہر اور عصر کو ملا لو۔ مغرب اور عشاء کو بھی جمع کر سکتے ہو سفر درپیش ہے تو ریل یا لاری میں پڑھ لو سواری نہ ٹھہر سکے یا پانی نہ مل سکے تو تیمم ہی کر لو اگر دشمن کے خوف کی وجہ سے بھاگنے کی نوبت آ جائے تو بھاگتے ہوئے پڑھ لو۔ غرضیکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے جبکہ بھی ممکن ہو۔ اس فرض کو ادا کرو۔ اس میں ہرگز کوتاہی نہ ہو۔ کیونکہ اس میں کوئی قضا نہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز صرف مجنوں پر فرض نہیں۔ باقی سب عاقلوں پر صحت ہو یا بیماری نماز فرض ہے اور اس کا ادا کرنا لازمی ہے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ادائیگی نماز میں کتنی سہولتیں دے رکھی ہیں کیا ان آسانیوں کے علاوہ کسی اور چھوٹ کی بھی گنجائش ہے۔ اگر ان رعایات کے باوجود ایک مسلمان نماز ادا نہیں کرتا اور اس میں سستی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنا چاہتا ہی نہیں ورنہ اسکی ادائیگی میں کونسی مشکل باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ سجدہ کے لئے زمین بھی موجود ہے اور وضو کے لئے پانی بھی موجود ہے۔ پھر اور کونسی چیز نماز پڑھنے میں روک ہے اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں اور نہ اسے یوم آخرت پر ایمان ہے۔ حالانکہ ایمان کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ بعث بعد الموت پر یقین رکھے۔ اور جزا سزا کو حق جانے۔ اگر وہ اس عقیدہ پر یقین نہیں رکھتا۔ تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص میری امت میں سے عمداً ترک صلوٰۃ کرتا ہے وہ کافر ہے۔

ایک جماعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ ہم مسلمان ہونے کو تیار ہیں لیکن ہمیں نماز سے مستثنیٰ کیا جائے۔ کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔ نماز کے لئے وقت نہیں نکال سکتے۔ آپ نے فرمایا جس مذہب میں نماز نہیں وہ کوئی مذہب نہیں۔ خدا تعالیٰ کو ایسے ایمان لانے والوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

ارشاد نبوی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر حساب ٹھیک رہا تو دوسرے اعمال کی طرف اللہ تعالیٰ توجہ فرمائے گا۔ ورنہ نہیں۔ فرض کرو۔ ایک شخص ہزاروں روپیہ خدا کی راہ میں روزانہ خرچ کرتا رہا ہو اور دوسرے نیک کام بھی کرتا رہا ہو۔ مگر نماز کا تارک ہو یا غفلت کرنے والا ہو تو اسکے دوسرے اعمال کو بھی کوئی وقعت نہ دی جائے گی اسی اصل کے ماتحت انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ اس کا معاملہ نمازوں کے متعلق کیا ہے۔ اگر وہ سستی کر رہا ہے۔ تو اسے دور کرے کیونکہ اس معاملہ میں اس کی طرف سے کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسلام کے جتنے ارکان ہیں۔ اُن میں نماز کو فضیلت حاصل ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے یعنی اس نماز پر دین قائم ہے۔ اگر نماز نہیں تو دین بھی نہیں۔ قرآن کریم میں سب سے زیادہ تاکید نماز کے لئے ہی آئی ہے قیامت کے روز جنتی لوگ دوزخیوں سے دریافت کرینگے کہ بتاؤ تمہیں کونسی چیز دوزخ میں لے گئی ماسلککم فی سقر۔ فاعالم نک من المصلین۔ ... وکنا نکذب بیوم الدین۔ وہ کہیں گے

کہ ہم دنیا میں نماز ادا نہ کیا کرتے تھے اور نہ جزا اور سزا کے دن کو سچا سمجھتے تھے۔ اس لئے دوزخ میں ڈالے گئے۔ گویا نماز کا ادا نہ کرنا ایک مسلمان کو دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو لوگ بادشاہت کی وجہ سے نماز ادا نہ کرتے ہوں گے ان کو فرعون کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا حشر نشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو حکومتی کاموں کی وجہ سے سست ہوں گے ان کو ہامان کی صف میں جو دولت کی فراوانی کی وجہ سے غافل رہے ہوں گے ان کو قارون کی صف میں اور جو تجارت اور کاروبار کی وجہ سے سستی کرتے ہوں گے اُن کو اُبی بن خلف کی صف میں کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کا معاملہ ان جیسا ہوگا۔ گویا خدا تعالیٰ کے حق کو ادا نہ کرنے کی وجہ سے انسان قیامت کے دن ذلت اُٹھائے گا۔ بعض نوجوان ملازمت پیشہ اور کاروباری آدمی نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ بعض پانچ نمازوں میں سے کچھ نمازیں چھوڑ دیتے ہیں۔ کوئی پانچ میں سے دو پڑھتا ہے تو کوئی تین۔ یہ درست نہیں۔ متفق علیہ حدیث ہے کہ عمداً نماز کو ترک کرنے والا کافر ہو جاتا ہے کیونکہ نماز میں قضا نہیں کہ پھر سے ادا کر دی جائے۔ پس جان لو کہ یہ کفر ایسا نہیں کہ آتا اور جاتا رہے۔ جب پڑھ لی تو چلا جائے اور جب نہ پڑھی تو آ جائے۔ دین مذاق نہیں۔ جب ایک بار بندہ عمداً نماز ترک کرتا ہے تو کافر بن جاتا ہے اور یہ کفر اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور سستیوں کی معافی نہ مانگے اور توبہ کر کے آئندہ کے لئے باقاعدہ کا اقرار نہ کرے۔ پس یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے اور کوئی نماز بھی کسی حالت میں بھی ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان سے پوچھا کہ بتاؤ نمازوں کا کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ مولوی صاحب! صبح کی نماز تو معاف کریں باقی نمازیں بھی کبھی پڑھ لیتا ہوں۔ اِنّا لِلّٰہ ...... تو یہ حالت ہے۔ واقعی سارے نوجوانوں پر صبح، ظہر اور عشاء کی نمازیں بہت بوجھل ہیں۔ انہیں بار بار سمجھانا اور جگانا چاہیئے اگر ہمارے نوجوان بھی دوسروں کی طرح سست رہے تو ان کو احمدیت میں رہ کر کیا ملے گا۔

جاننا چاہیئے کہ نماز کوئی چٹی نہیں ہے بلکہ مومن کا معراج ہے۔ یہ خدا تعالیٰ تک لے جانے والی گاڑی ہے۔ اس کے بغیر وہ منعم حقیقی تک پہنچ نہیں سکتا۔ وہ پانچ وقت اس لئے بلاتا ہے کہ ہمیں پاک کرے اور اپنے فیضان سے مالا مال کرے۔ کریم جب کسی کو بلاتا ہے تو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ اسی طرح جب رب کریم بندہ کو بلاتا ہے تو خالی واپس نہیں کرتا۔ یہ اس کی شان کے خلاف ہے انتظار بھی کرتا ہے، دروازہ بھی کھولتا ہے اور بے اندازہ دیتا ہے۔ ہر شخص اس کی رحمتیں اپنے دامن میں سمیٹ لاتا ہے۔ پس نماز چٹی نہیں بلکہ اس کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی بخشش اور کرم کا دوسرا نام ہے۔ اسی سے بندہ کو سرفرازی ملتی ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ سجدہ کا حکم دے کر اس نے عبودیت کے سر پہ تاج رکھ دیا ہے۔ اسی عطاءِ خاص کے متعلق حضرت مصلح موعود رض نے اپنے ربّ کریم سے مخاطب ہو کر مستانہ وار یوں کہا تھا۔ ذرا سُنیئے تو سہی!

لے جائے در پہ یار کے وہ بال و پر کہاں
دیکھے جمالِ یار وہ ایسی نظر کہاں
سجدہ کا حکم دے کے مجھے تاجور کیا
میری جبیں کہاں ہے ترا سنگِ در کہاں

سچی بات تو یہ ہے کہ اگر انسان اپنے مالک کو نہیں پہچانتا اور اس کے آگے سجدہ نہیں کرتا تو یہ سخت کفرانِ نعمت ہے۔ کتا بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے جب مالک گھر آئے تو دوڑ کر اس کے قدموں میں جا لوٹتا ہے۔ گویا اس کو سجدہ کرتا جاتا ہے۔ اگر انسان اپنے رب کو نہ پہچانے اور اس کے آگے پانچ وقت اپنی جبینِ نیاز نہ جھکائے تو وہ اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہ اس کی کتنی بد قسمتی ہے کہ وہ عبد ہو کر نافرمانوں میں شامل ہو جاتا ہے اور اپنا شرف کھو بیٹھتا ہے۔

دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے بندہ پر اتنے احسانات ہیں کہ وہ ان کو گن بھی نہیں سکتا۔ ان احسانات کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس کے آگے سر بسجود رہے۔ اگر نماز میں غفلت کرتا ہے تو اس کی محرومی میں کیا شک ہے اور سچ تو یہ ہے کہ عبد کا کام صرف عبادت اور بندگی ہے۔ اگر یہ نہیں تو زندگی محض شرمندگی ہے۔

واقعی مولانا روم نے سچ کہا تھا ؎

زندگی بے بندگی شرمندگی

امتحان انصار اللہ سہ ماہی سوم

مجلس انصار اللہ کا سہ ماہی سوم کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۷/۲۸ ستمبر کو منعقد ہوگا۔ اس امتحان کا نصاب درج ذیل ہے:-

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۵ ربع دوم
۲۔ رسالہ روئیداد جلسہ دعا۔
۳۔ صداقت انبیاء علیہم السلام از قرآن کریم۔

زعماء/ زعماء اعلیٰ سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو اس امتحان میں شریک کرانے کی کوشش کریں۔ شریک ہونے والوں کی تعداد پہلے کی نسبت زیادہ ہونی چاہیئے۔ رسالہ "روئیداد جلسہ دعا" الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے براہ راست طلب فرمائیں۔ قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے فی نسخہ ہے

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

قائدین خدام الاحمدیہ توجہ فرمائیں

ایسے قائدین مجالس جنہوں نے ابھی تک ماہ جولائی کی کارگزاری کی رپورٹ مرکز میں نہیں بھجوائی فوری بھجوائیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے نعم البدل

مورخہ ۶ اگست ۱۹۷۵ء کو برادرم محمد خان کا لڑکا بعمر ۱½ سال وفات پا گیا ہے۔ یہ ان کا تیسرا بچہ ہے جو فوت ہوا ہے۔ اِنّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔ ہمارے خاندان کے لئے یہ صدمہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوئی۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین کو صبر کا نمونہ دکھانے پر اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنے فضل سے لمبی عمر والا نعم البدل عطا فرمائے۔ مرحوم کی والدہ نے نہایت ہی اعلیٰ صبر کا نمونہ دکھایا ہے

غلام احمد
امیر جماعت احمدیہ وزیر آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مناسب تسلی بخش۔ بارعایت
نرخوں پر دیدہ زیب ملبوسات

ہماری دکان پر ہر قسم کا سوتی و ریشمی کپڑا۔ آئرش لیلن۔ سفینی۔ KT شرٹنگ۔ کیمرک۔ سن فرائز۔ ڈش۔ کرسٹل کریپ۔ ولی کریپ و فلیٹ کریپ۔ اعلیٰ کوالٹی لیلن پلین و پرنٹ اور دیگر دیدہ زیب ملبوسات بارعایت خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔

دیانتداری ہمارا نصب العین ہے۔

خواجہ عبدالمومن۔ مومن کلاتھ ہاؤس گولبازار ربوہ فون

/Rs 500 ماہوار

ابتدائی معاوضہ پر تجربہ کار سیلز مینوں کی ضرورت ہے۔ میڈیکل لائن والوں کو ترجیح دی جائیگی۔ فی الحال آسامی عارضی ہوگی۔ زیادہ اہلیت والوں کو زیادہ معاوضہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

درخواستیں مع تصدیق امیر یا صدر جماعت ومع جملہ کوائف و نقول سندات وغیرہ ۱۰ ستمبر تک زیر دستخطی کو پہنچ جائیں۔

خاکسار۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر [illegible]
انچارج کیور ویل میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس ربوہ فون

قائدین کرام! نئے سال کے لئے بجٹ تشخیص کروا کر ۳۱ اگست تک بھجوادیں۔ (مہتمم مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فطرانہ اور عید فنڈ کے متعلق ضروری اعلان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے۔ احباب ان ایام میں روحانی ترقی کے لئے کثرت سے عبادات اور صدقہ و خیرات کی توفیق پاتے ہیں۔ فطرانہ بھی ایک قسم صدقہ و خیرات کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور قرب اور حصول فضل کا ذریعہ ہے۔ اس کی ادائیگی ہر مومن مرد، عورت حتیٰ کہ نوزائیدہ بچہ پر بھی واجب ہے۔ اس کی شرح ایک صاع غلہ یعنی اندازاً تین سیر گندم ہے۔ اب جو نقدی کی صورت میں ۲/۷۵ روپیہ فی کس بنتی ہے۔ پوری شرح سے ادائیگی کی عدم استطاعت کی صورت میں نصف شرح سے بھی ادائیگی ہو سکتی ہے۔ فطرانہ کی رقم کا ½ حصہ مرکز میں افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ کے نام بمد فطرانہ بھجوانا ضروری ہے۔ مرکز میں وصول شدہ فطرانہ نظام سلسلہ کے تحت مستحق افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ باقی رقم مقامی طور پر مستحق غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔ فطرانہ کی رقم کسی دوسرے مصرف میں نہیں لائی جا سکتی۔ بلکہ مقامی غرباء میں تقسیم کے بعد جو رقم بچے وہ بھی افسر صاحب خزانہ کے نام اسی مد میں بھجوا دی جائے۔ کوشش کی جائے کہ عید الفطر سے قبل یہ رقم غرباء میں تقسیم کر دی جائے۔

(۲) فطرانہ کے علاوہ عید فنڈ کی وصولی کی طرف بھی پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ عید فنڈ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے جاری ہے۔ اس زمانہ اس کی کم از کم شرح ہر کمانے والے فرد کے لئے ایک روپیہ تھی۔ اب چونکہ احباب کی آمدنیاں خدا کے فضل سے بڑھ چکی ہیں اس لئے اس کی شرح ایک روپیہ تک محدود رکھنا مناسب نہیں بلکہ ہر کمانے والے احمدی دوست کو اس فنڈ میں حسب استطاعت حصہ لینا چاہیئے۔ قواعد کی رُو سے عید فنڈ مرکزی چندہ ہے۔ اس کا کوئی حصہ مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔

اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کو ہم سب کے لئے اپنی رضا کے حصول اور بے انتہا ترقیوں کا باعث بنائے۔ آمین

نوٹ:۔ ربوہ کے جملہ محلہ جات کے صدر اصحاب سے درخواست ہے کہ وہ حسب سابق فطرانہ کا ½ حصہ دفتر خزانہ میں جمع کروائیں۔ باقی رقم حلقہ کے غرباء میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

اعلان نکاح

بتاریخ ۲۳ راگست ۱۹۷۵ء بعد نماز جمعہ مسجد دارالذکر لاہور میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے خاکسار کے عزیز بھائی مکرم شیخ بشیر احمد صاحب سمن آباد لاہور کی دختر عزیزہ صبیحہ بشیر صاحبہ کا نکاح ... ہمراہ عزیز مکرم شیخ نعیم احمد صاحب پسر ... صاحب ... ماڈل ٹاؤن لاہور پڑھا۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے یہ رشتہ ہر دو متعلقہ خاندانوں اور جماعت کے لئے بہت برکتوں کا موجب بنائے۔ آمین

(خاکسار شیخ نور احمد منیر۔ ربوہ)

طبیب کی ضرورت

طبیہ کالج ربوہ کے دواخانہ میں کام کرنے کے لئے ایک کوالیفائیڈ طبیب کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب اپنی اسناد کی نقول کے ہمراہ مقامی امیر / پریذیڈنٹ کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۷۵ء تک اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔

وکیل التعلیم تحریک جدید
ربوہ

دسویں صدی ہجری

بزرگان سلف کے عقائد

برصغیر پاک و ہند کے مشہور محدث حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ

حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ (ولادت ۹۱۴ھ/۱۵۰۹ء وفات ۹۸۶ھ/۱۵۷۸ء) برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز اور مشہور محدث گذرے ہیں جن کی نظر حدیث نبوی پر حیرت انگیز طور پر وسیع تھی۔

حضرت امام طاہر گجراتی حدیث لا نبی بعدی کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"ھذا ایضا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ"

حضرت عائشہؓ کے قول سے حدیث لا نبی بعدی کی مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہ ہوگا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کردے۔

(تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ مطبع نولکشور)

دعائے مغفرت

۱۔ خاکسار کے نانا جان محترم شیخ فضل حسین صاحب آف قادیان حال ڈلہوزی ۱۷ اگست بروز اتوار صبح ½۹ بجے کے قریب وفات پا گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اسی دن جنازہ ڈلہوزی سے ربوہ لایا گیا۔ نماز عصر کے بعد مکرم قریشی فضل حق صاحب نے گولبازار میں نماز جنازہ پڑھائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم حکیم خورشید احمد صاحب صدر عمومی نے دعا کرائی۔ مرحوم مخلص اور فدائی احمدی تھے اور سلسلہ سے والہانہ محبت تھی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، اپنے قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (شیخ مبارک احمد ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

۲۔ میرے تایا محترم حکیم عبد العزیز صاحب ولد حکیم عطاء محمد صاحب آف بریسیاں ضلع جالندھر مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۵ء کو ربوہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ جنازہ حکیم مولوی خورشید احمد صاحب نے پڑھا۔ اور مقبرہ بہشتی ربوہ میں دفن کئے گئے۔

آپ قیام پاکستان کے بعد کالیہ آنبہ ضلع شیخوپورہ میں رہائش رکھتے تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین

(بشیر احمد کارکن نظارت علیا۔ ربوہ)

ضرورت بیلدار

احمد نگر (نزد ربوہ) کی زمینوں پر کام کرنے کے لئے ایک بیلدار کی ضرورت ہے۔ رہائش کا انتظام موجود ہے۔ فیملی والے کو ترجیح دی جائیگی۔ خواہشمند بالمشافہ فیصلہ کرلیں۔

مرزا نعیم احمد
افسر امانت تحریک جدید ربوہ

آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ

بتاریخ ۲۹ تا ۳۱ راگست بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار فضل عمر کلب باسکٹ بال گراؤنڈ میں ایک آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقد ہو رہا ہے۔ ٹیموں سے گذارش ہے کہ ۲۹ راگست صبح سات بجے تک اپنے نام مع انٹری فیس (۱۰/- روپے) سیکرٹری ٹورنامنٹ کمیٹی کو پہنچا دیں۔ شائقین سے التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لاکر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(سیکرٹری ٹورنامنٹ کمیٹی)